جلد ۵۴/۱۹ | ۱۶ تبلیغ ۱۳۴۴ ہش ۱۳ شوال ۱۳۸۴ھ ۱۶ فروری ۱۹۶۵ء | نمبر ۳۷



## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۵ فروری ۸½ بجے صبح

کل اور پرسوں حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

# تکبّر اور شرارت سے ستّر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں

## انسان کو چاہیئے کہ کبھی خدا تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے

"تکبّر اور شرارت بُری بات ہے۔ ایک ذرا سی بات سے ستر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک شخص عابد تھا وہ پہاڑ پر رہا کرتا تھا۔ مدت سے وہاں بارش نہیں ہوئی تھی۔ ایک دفعہ بارش ہوئی تو پتھروں پر اور روڑیوں پر بھی ہوئی تو اس کے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ ضرورت تو بارش کی کھیتوں اور باغات کے واسطے ہے یہ کیا بات ہے کہ پتھروں پر ہوئی یہی بارش کھیتوں پر ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اس کا سارا ولی پن چھین لیا۔ آخر وہ بہت سا غمگین ہوا اور کسی اور بزرگ سے استمداد کی تو آخر اس کو پیغام آیا کہ تُو نے اعتراض کیوں کیا تھا تیری اس خطا پر عتاب ہوا ہے۔ اس نے کسی سے کہا کہ ایسا کر کہ میری ٹانگ میں رسہ ڈال کر پتھروں پر گھسیٹ۔ پر اس نے کہا کہ ایسا کیوں کروں۔ اس عابد نے کہا کہ جس طرح میں کہتا ہوں اسی طرح کرو۔ آخر اس نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ اس کی دونوں ٹانگیں پتھروں پر گھسٹنے سے چھل گئیں تب خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ بس کر اب معاف کر دیا۔ اب دیکھو کہ لوگ کتنے اعتراض کرتے ہیں۔ ذرا زیادہ بارش ہو جاوے تو کہتے ہیں کہ ہم کو ڈبونے لگ گیا ہے۔ اور ذرا توقف بارش میں ہو تو کہتے ہیں کہ اب ہم کو مارنے لگا ہے۔ یہ اعتراض کیسے بُرے ہوتے ہیں، دیکھو تقوےٰ کیسے گم ہو گیا ہے۔ اگر ایک دو آنے رستے میں مل جاویں تو جلدی سے اٹھا لیتا ہے اور پھر اس کو کسی سے نہیں کہتا حالانکہ تقوےٰ کا کام یہ تھا کہ وہ اس کو سب کو سناتا اور جس کے ہوتے اس کے حوالے کرتا۔ پھر کہتے ہیں کہ بارش نہیں ہوتی۔ بارش کیسے ہو اللہ تعالیٰ بہت سے گناہ تو معاف ہی کر دیتا ہے۔ اگر زیادہ بارش ہو تو دہائی دیتے ہیں۔ ان سب حالتوں میں انسان تقویٰ سے خالی ہوتا ہے۔ پس چاہیئے کہ صبر کرے۔ اگر صبر نہ کرے تو پھر کافر ہو کر توروٹی کھانی حرام ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ کبھی خدا تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے"

(ملفوظات جلد ششم ص۵۷)

## اخبار احمدیہ

○ — مکرم چوہدری محمد یعقوب خان صاحب انسپکٹر مجلس انصار اللہ مرکزیہ منٹگمری، ملتان، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خاں کے اضلاع کے دورے پر مورخہ ۱۶/۲/۶۵ سے روانہ ہو رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر ان اضلاع کے ناظمین، زعماء صاحبان ان سے پورا پورا تعاون فرماویں۔ (قائد عمومی مجلس انصار اللہ)

○ — جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۶۵ء بروز اتوار بوقت صبح نو بجے مصلح موعود کے سلسلہ میں ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں صدارت کے فرائض محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے (کینٹب) ادا فرمائیں گے۔ جلسہ میں پیشگوئی مصلح موعود کی عظمت و اہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات اس کے پورا ہونے اور اس کے ذریعہ دنیا میں رونما ہونے والے عظیم روحانی انقلاب پر روشنی ڈالی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ مقامی احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر مستفیض ہوں۔
سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ لاہور

○ — ربوہ — آج مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۶۵ء بروز سوموار مسجد محلہ دار الرحمت وسطی میں محلہ کی مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام مکرم مولوی نور الحق صاحب انور مبلغ مشرقی افریقہ تقریر فرمائیں گے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ جلسہ میں شریک ہو کر تقریر سے مستفیض ہوں۔ (زعیم حلقہ دار الرحمت وسطی)

○ — ربوہ ۱۵ فروری۔ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید کے بہنوئی مکرم محمد احسن خان صاحب عید الفطر کے موقعہ پر راولپنڈی سے ربوہ آئے تھے۔ اس وقت سے بخار میں مبتلا ہیں اور بخار ابھی تک اترا نہیں ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ر فروری ۶۵ء

# من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم

صدقِ جدید ۵ر فروری ۱۹۶۵ء کے پرچہ میں پہلے صفحہ پر علامہ سلیمان ندوی کے صاحبزادہ سید سلمان ندوی ایم۔ اے استاد تاریخِ اسلام سندھ یونیورسٹی جو مزید مطالعہ کے لئے امریکہ گئے ہوئے ہیں ایک مکتوب میں امریکہ میں اسلام کے متعلق جو کام ہو رہا ہے اس کی تعریف کرتے ہوئے ایک کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ایک اور نئی کتاب شکاگو یونیورسٹی سے چھپی ہے Rise of the West مصنف McNeil یہاں تاریخ کے پروفیسر ہیں۔ ان کو اس کتاب پر کئی انعام مل چکے ہیں۔ اسلامی تاریخ اور اسلامی ثقافت کو اس انداز میں پیش کیا ہے جس میں ان کو پیش کرنا چاہیئے۔ جگہ جگہ چارٹ دیکر اسلام کے مختلف زمانوں کو مختلف حکومتوں کے ماتحت ظاہر کیا ہے البتہ ایک چارٹ میں اللہ میاں کی تصویر بنائی ہے کہ داہنے ہاتھ میں میزان ہے اور دوسرے ہاتھ میں تلوار۔ اور اسی طرح ہمارے رسولؐ کو اس طرح ظاہر کیا ہے کہ ایک ہاتھ میں "تلوار ہے اور ایک میں قرآن اور مسلمانوں کو ہر جگہ "تلوار لئے گھوڑے دوڑاتے ہوئے دکھایا ہے۔"

(صدقِ جدید ۲/۶۵ صـ۱)

اس پر صدقِ جدید کے مدیر محترم تبصرہ فرماتے ہیں کہ:۔

"بے شک عام طور پر یہ اطلاعیں خوشگوار ہیں اور ہم مسلمانوں کے لئے رشک انگیز بھی۔ تاہم انہیں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مضحکہ انگیز اور رسولؐ اللہ کی دلآزار اشتعال انگیز تصویروں کا تحفہ بھی موجود ہے! — اسم ہادی کے پہلو بہ پہلو اسم مضل کی تجلیات بھی! (ایضاً)

صدقِ جدید کے مدیر محترم کا تبصرہ قابلِ غور ہے۔ آپ کو اس بات پر تعجب ہوا ہے کہ مغربی مصنف نے اللہ تعالیٰ کی مضحکہ انگیز اور رسولؐ اللہ کی دلآزار اشتعال انگیز تصویریں بھی شائع کی ہیں۔

آجکل مغربی ممالک میں چارٹوں میں حقائق بیان کرنے کا رواج ہے مصنف نے متذکرہ بالا چارٹوں میں اسلام کے متعلق اپنے تصور کو پیش کیا ہے۔ یہ درست ہے مغربی لوگوں کے دلوں میں اسلامی خدا و رسولؐ کا یہ تصور متعصب پادریوں کی ایجاد ہے جو خاصکر صلیبی لڑائیوں میں یورپ میں پھیلایا گیا تھا مگر یہاں ہم کو ٹھہر کر سوچنا چاہیئے کہ آجکل کے مغربی لوگوں کے دلوں میں اس تصور کو پختہ کرنے والے اسباب کیا ہیں۔ آجکل بھی جبکہ بہت سے مستشرقین ہی نے اسلام کے چہرے سے یہ داغ دور کرنے کی کوششیں بھی کی ہیں اور علی الاعلان اس اعتراض کا کہ اسلام اپنی اشاعت کے لئے تلوار کا مرہون ہے نہایت مدلل جواب دیا ہے یہ کیا وجہ ہے کہ آج بھی جب کوئی مغربی اسلام پر قلم اٹھاتا ہے اور باوجود صحیح حقائق معلوم کر لینے کے پھر بھی اسلام کی تصویر اسی طرح کھینچتا ہے جس طرح اوپر کے چارٹوں میں بیان کیا گیا ہے۔

سوال ہے کہ اسلام کے خدا اور اسلام کے رسولؐ کی ایسی تصاویر بنانے اور ان کو شائع کرنے کی کیا تمام تر ذمہ واری ان مغربی مصنفین پر ہی عاید ہوتی ہے اور کیا صرف متعصب پادری ہی اس کے ملزم ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔ آج جب ہم اسلام کے متعلق مغربی تصنیفات میں ایسی تصاویر دیکھتے ہیں تو ہماری چیخیں نکل جاتی ہیں اور ہم شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ لینا۔ پکڑنا۔ دوڑنا اس مستشرق نے سخت ظلم ڈھایا ہے ہماری سخت دلآزاری کی ہے۔ آئے دن ایسا ہوتا رہتا ہے۔ کوئی نہ کوئی مغربی رسالہ یا کوئی کتاب ایسی شائع ہوتی رہتی ہے جس میں اسلام کے خدا تعالیٰ اور اسلام کے رسولؐ کی ایسی ہی تصویریں کھینچی گئی ہوتی ہیں اور ہم ہر بار "دُر" مچاتے ہیں کہ پاکستان کی حکومت کو کتاب کے داخلہ پر پابندی لگانی چاہیئے اور برطانوی یا امریکی حکومتوں سے جیسی کہ صورت ہو سخت احتجاج کرنا چاہیئے۔ چند گذشتہ سالوں میں بارہا ایسا ہوا ہے۔ آجکل بھی ایک کتاب کے متعلق ایسا ہی کہا جا رہا ہے۔

"اسلام اپنی اشاعت کے لئے تلوار کا مرہون ہے"۔ یہ الزام ہے جو بارہا اسلام پر لگایا گیا ہے اور ایک ضرب المثل بن کر رہ گیا ہے ؏

بوئے خوں آتی ہے اس قوم کے افسانوں سے

کتاب زیرِ بحث میں یہ الزام نہایت مؤثر طریقہ سے دہرایا گیا ہے جو شخص بھی ان چارٹوں کو دیکھے گا اس کے دل پر نقش ہو جائے گا کہ واقعی اسلام ایک خونی مذہب ہے۔ یہ بغیر تلوار کی مدد کے منوایا نہیں جاسکتا تصویریں واقعی پراپیگنڈہ کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ہیں اور ایک اَن پڑھ شخص بھی ان سے متاثر ہوتا ہے۔

مغربی لوگ یہ پراپیگنڈا کرتے آئے ہیں اور کرتے ہی رہتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس میں سارا قصور مغربیوں کا ہی ہے۔ اس کو ہم متعصب پادریوں کی ایجاد کہہ سکتے ہیں مگر آجکل کے مغربی تو اندھے نہیں ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے مغربیوں ہی نے جیسا کہ ہم نے کہا ہے اسلام کے چہرے سے یہ داغ دور کرنے کی نہایت مستحسن کوششیں بھی کی ہیں، پھر سوال پیدا ہوتا ہے آخر وہ کیا بنیادیں ہیں جن پر اس گھناؤنے اعتراض کی عمارت کو کھڑا کیا جاتا ہے۔ ہم کو یہ معلوم کرنے کے لئے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں اصل بات یہ ہے کہ ؏

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

شروع میں اسلام کو مٹانے کے لئے مخالفین نے تلوار نکالی مسلمان ایک مدت تک اسکو برداشت کرتے رہے تاہم اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو تلوار سے تلوار کے دفاع کی اجازت دی۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ عرب میں کوئی منظم حکومت نہیں تھی آزاد قبائل جو چاہتے اپنی مرضی سے کرتے تھے۔ اس لئے جب دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں پر تلوار اٹھائی تو سوا اس کے کوئی چارہ نہیں تھا کہ یا تو ہمیشہ کے لئے خود مٹ جاتے اور یا مقابلہ کرتے۔ چنانچہ تلوار اٹھی اور اللہ تعالےٰ کی مدد سے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

یہ ایک مجبوری امر تھا کہ تلوار اٹھانی پڑی مگر ہمارے بعض اہلِ علم حضرات نے اس کو اسلام کا جزو لاینفک بنالیا۔ حالانکہ یہ محض ایک استثناء تھی ان لوگوں نے اس کو بنیادی اصول بنا کر رکھ دیا اور جہاد کے متبرک لفظ کو ایسے معنی پہنا دئے کہ اسلام نعوذ باللہ ایک خونی مذہب ہو گیا۔ بے شک علمائے حق نے اس نظریہ کی ہمیشہ تردید کی ہے لیکن درباری علماء نے اس کو اتنا نمایاں کیا ہے کہ آج اسلام اور تلوار لازم و ملزوم بن کر رہ گئے ہیں۔

ہم کو رنج ہوتا ہے کہ اس مغربی مصنف نے خدا تعالےٰ کی ایسی مضحکہ خیز اور رسولؐ اللہ کی ایسی اشتعال انگیز اور دلآزار تصاویر شائع کی ہیں مگر ایک عالم فاضل جدید مسلمان کی لفظی تصاویر بھی ملاحظہ فرمائیے۔ مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۱۳ برس تک عرب کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔۔۔۔ لیکن آپ کی قوم نے۔۔۔۔ آپ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔۔۔ لیکن جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعیٔ اسلام نے تلوار ہاتھ میں لی تو دلوں سے رفتہ رفتہ بدی و شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا۔۔۔۔ ایک صدی کے اندر اگر آدھی دنیا مسلمان ہو گئی تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اسلام کی تلوار نے ان پردوں کو چاک کر دیا جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔"

(الجہاد فی الاسلام صـ۱۳۷ و صـ۱۳۸)

فرمائیے یہ تصویر اس مغربی مصنف کے چارٹوں سے کم خطرناک اور کم دلآزار ہے؟

قتلِ مرتد تو ایک رسوائے عالم مسئلہ ہے۔ مودودی صاحب نے نعوذ باللہ قرآن کریم کی آیات مقدسہ کو توڑ مروڑ کر اس مسئلہ کو ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ بہرحال ہی میں "المنبر" لائل پور کے ایڈیٹر نے کسی مدنی عالم کا ایک فتوےٰ شائع کیا ہے جس میں ایسے شخص کو واجب القتل قرار دیا گیا ہے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات کا قائل نہیں۔ اسلام کی یہ لفظی تصویریں جو ہمارے عالم و فاضل دوستوں نے کھینچی ہیں کیا ان تصویروں کے سامنے اس مغربی مصنف کے چارٹ جن کا گلہ مدیر صدقِ جدید نے کیا ہے کوئی حیثیت رکھتے ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہمیں ان مصنفین کی ایسی باتوں کو دیکھ کر شکر گزار ہونا چاہیئے کہ وہ ہمارے ہی آئینہ میں ہمارا ہی وہ چہرہ دکھاتے ہیں جو ہمارے اہلِ علم حضرات نے اسلام کا بنا کر رکھ دیا ہے

الغرض ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

پ

# امریکہ میں تبلیغ اسلام

## تقریر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء

(۲)

قبل اس کے کہ میں اسلام کے متعلق عیسائیوں کے تصور کو بیان کروں۔ میں امریکن معاشرہ کے ایک اور پہلو کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ میاں بیوی کے باہمی تعلقات سے متعلق ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی معاشرہ کی پاکیزگی بہت حد تک میاں بیوی کے پاکیزہ اور مناسب رویہ پر منحصر ہے میاں بیوی کے تعلقات کی درستی پر خاندان کی اصلاح کا بہت کچھ دارومدار ہے اور خاندانی تعلقات کے درست ہونے پر ہی قومی تعلقات درست ہو سکتے ہیں کیونکہ خاندانوں کے پھیلنے سے ہی قوم بن جاتی ہے۔

اسلام نے اس تعلق کی بناء طہارت اور پاکیزگی پر رکھی ہے۔ اور مرد و عورت کے دائرۂ عمل کو جدا قرار دیا ہے۔ کہ مرد خاندان کی ضروریات کا کفیل بنے۔ اور عورت بچوں کی پرورش کرے۔ اور ان کی اس رنگ میں تربیت کرے کہ وہ بڑے ہو کر قوم کے معزز رکن بن سکیں۔ اسی طرح اسلام نے مرد و عورت کی جنسی بے راہ روی کے میلانات کو روکنے کے لئے انہیں نامحرم کی صورت میں آپس میں اختلاط کی اجازت نہیں دی۔ اور اس طرح دونوں کو ایک مناسب حد کے اندر رکھا ہے اس کے علاوہ شراب اور سور کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے کہ اس کے استعمال سے بہیمانہ قوتیں جوش پکڑتی ہیں۔ اور انسان اعتدال پر قائم نہیں رہتا۔ امریکن معاشرہ اس لحاظ سے عالی سطح پر ہے جس سطح پر عرب کے لوگ اسلام سے قبل تھے۔ جس طرح زمانۂ جاہلیت کے عربوں کے ہاں مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط تھا یہی کیفیت آج کے امریکن معاشرہ میں نظر آتی ہے۔ یہاں بھی مرد و زن کا آزادانہ اختلاط ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جنسی بے راہ روی امریکہ میں انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ شراب کا استعمال پانی کی طرح ہے۔ اور ایک اندازے کے مطابق ایک سال میں امریکہ میں دس بلین ڈالر کی شراب استعمال ہوتی ہے۔ یہ کوئی پانچ ارب پاکستانی روپیہ بنتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس ملک میں ایک سال میں شراب پانچ ارب روپے کی استعمال ہوتی ہے اس ملک میں عیاشی کا کیا حال ہوگا۔

اصل میں تمام مغربی اقوام عیاشی میں پیش پیش ہیں اور امریکہ کسی سے پیچھے نہیں۔ شراب جوا ناچ۔ موسیقی۔ اور آزادانہ جنسی اختلاط ان کی زندگی کا جزو بن چکے ہیں۔ امریکہ کے نامور پادری ڈاکٹر بلی گراہم نے بھی اس عیاشی کا رونا رویا ہے۔ انہوں نے اپنے ایک مضمون میں جو "ورلڈ کرسچن ڈائجسٹ" کے ایک پرچہ میں شائع ہوا ہے تفصیل کے ساتھ امریکیوں کی اخلاقی گراوٹ کا ذکر کیا ہے۔ مضمون کا عنوان ہے "We have a Social Gospel" اس مضمون میں انہوں نے ایک امریکن جرنلسٹ والٹر لپمین کے اس خیال کی تائید کی ہے کہ:۔

"امریکی معاشرہ ایک نئے ضابطہ اخلاق کو قبول کرنے کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ جس میں از روئے اخلاق جھوٹ اور فریب دہی کے لئے گنجائش موجود ہے۔"

اس مضمون میں ڈاکٹر بلی گراہم مزید لکھتے ہیں کہ:۔

"عوام کا جنسی شغف اس قدر بڑھ چکا ہے کہ سدوم اور عمورہ کی یاد تازہ ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ کچھ عرصہ ہوا میری بیوی نے کہا تھا کہ اگر خدا نے امریکہ کے بارہ میں اپنا فیصلہ صادر نہ کیا تو اسے سدوم اور عمورہ کی بستیوں سے معذرت کرنا پڑے گی۔"

(ورلڈ کرسچن ڈائجسٹ نومبر ۶۲ء)

گویا امریکہ میں عیاشی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ ڈاکٹر بلی گراہم کی بیوی کے نزدیک اگر خدا تعالیٰ نے اسے تباہ نہ کیا۔ تو اسے قیامت کے روز سدوم اور عمورہ کی بستیوں سے معافی مانگنی پڑے گی کہ میں نے تمہاری عیاشی کی وجہ سے تمہیں تہ و بالا کر دیا تھا مگر امریکیوں کو جن کی عیاشی تم سے بھی بڑھ گئی تھی میں نے چھوڑ دیا۔

امریکن معاشرہ اور حکومت مضطرب ہے کہ ان رجحانات کی اصلاح ہو اور اس غرض سے "انسداد شراب نوشی" کے بارہ میں امریکی حکومت نے قانون بھی بنایا اور کئی ٹمپرنس سوسائٹیاں بھی قائم کی گئیں۔ لیکن چونکہ امریکی حکومت کے پیچھے کوئی روحانی طاقت نہ تھی۔ اس لئے حکومت کی تمام قانونی کوششیں بے سود ہو گئیں۔ اللہ اللہ! کتنا فرق ہے اس معاشرہ میں جو روحانی بنیادوں پر استوار ہوتا ہے۔ اور اس معاشرہ میں جس کے پیچھے صرف دنیوی حکومت کام کر رہی ہوتی ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی قسم کا بلکہ اس سے بدتر معاشرہ پایا۔ لیکن آپ کی روحانی تاثیرات نے اس معاشرہ کی کایا پلٹ دی۔ اور آپ کی ایک ہی آواز پر کہ

"آج سے شراب حرام کی جاتی ہے"

انہی عربوں نے جو دن میں پانچ مرتبہ شراب کے نشہ میں دھت رہتے تھے شراب کے مٹکے توڑ دئیے۔ یہاں تک کہ شراب مکہ کی نالیوں میں بہنے لگی۔ اصل میں دلوں کی اصلاح جبر سے نہیں ہو سکتی۔ حکومت کے قانون روحانی انقلاب نہیں پیدا کر سکتے۔ کیونکہ اعمال کا تعلق انسان کے مخفی خیالات ارادوں اور اس کے عقائد سے ہے۔ اس لئے جب تک عقائد کی اصلاح نہ ہو۔ اور دل نہ بدل جائے۔ اس وقت تک پوری اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اسلام نے یہ روحانی انقلاب پیدا کیا۔ اس نے اپنے متبعین کے دل بدل دئیے تھے اور ان میں حقیقی ایمان پیدا کر دیا تھا۔ جس کی بدولت انہوں نے ضبط نفس کی ایسی شاندار مثال پیش کی۔ کہ جس کی نظیر تاریخ میں مل نہیں سکتی۔ لیکن جس معاشرہ کا یہ تصور ہو کہ ایک کمزور اور بے بس بچہ جو عام بچوں کی طرح نو ماہ تک عورت کے رحم میں خون حیض کھاتا رہا اور پھر عام بچوں کی طرح پیدا ہوا۔ اور جو ایک عرصہ تک پیشاب پاخانہ بھی پوتڑوں میں کرتا رہا۔ پھر جوان ہوا تو یہودی اسے پیٹتے رہے۔ اور اس کے سر پر کانٹوں کا تاج پہناتے رہے۔ آخر کار اسے صلیب پر لٹکا دیا۔ مگر وہ اپنے آپ کو بچا بھی نہ سکا۔ جس قوم کا یہ تصور ہو کہ ایک بے بس انسان ان کا خدا ہے۔ ان کے ذہن پر خدا کے تصور کی تجلی کیا ہو سکتی ہے۔ پھر جس قوم کا یہ اعتقاد ہو کہ مسیح نے صلیب پر مر کر ان کے سارے گناہ اٹھا لئے۔ اس لئے خدا ان سے مواخذہ نہیں کرے گا۔ وہ قوم گناہ پر دلیر کیوں نہ ہو۔ پس محض قانون بنانے سے معاشرہ کی اصلاح ممکن نہیں۔ معاشرہ کی اصلاح کے لئے اصل کام عقائد کی اصلاح کا ہے۔ اور اس میدان میں اسلام ہی امریکہ کی مدد کر سکتا ہے کیونکہ اسلام نے ایک مرتبہ یہ ثابت کر کے دکھا دیا کہ اس کے پاک اثر سے مردہ قوم ایک نئی زندگی سے ہمکنار ہو گئی۔ اس دنیا میں ہی انسانوں کو جنت مل گئی۔

اب میں اس سوال کو لیتا ہوں کہ اسلام کے متعلق امریکیوں کا کیا تصور تھا۔ جیسا کہ پہلے بیان کر چکا ہوں۔ امریکہ میں یورپین قومیں ہی آباد ہوئیں۔ اس لئے اس سوال کا آسان جواب یہی ہے کہ اسلام کے متعلق جو تصور یورپین قوموں کا تھا وہی امریکیوں کا ہوگا۔ جو یورپین امریکہ میں آباد ہوئے وہ اسلام کے متعلق تعصبات اور بے بنیاد روایات بھی اپنے ساتھ لائے۔ جو زیادہ تر ان من گھڑت اور بے سروپا داستانوں پر مبنی تھیں جو عیسائی پادریوں نے یورپ کو بارھویں صدی عیسوی میں صلیبی جنگوں کے موقعہ پر مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر ابھارنے کے لئے افترا کیں۔ عیسائی پادریوں نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف بغض و عناد کی آگ بھڑکانے کے لئے کذب بیانی اور تہمت تراشی میں کوئی کمی نہ کی۔ اسلام کی تعلیم کو لوگوں کے سامنے غلط رنگ میں پیش کیا۔ علاوہ ازیں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں انتہائی گستاخی کی اور ایسی ایسی من گھڑت اور بے سروپا افسانہ طرازیاں کر کے عیسائیوں میں مشہور کیں کہ ان کے دلوں میں اسلام اور بانیٔ اسلام سے خوف اور بے اعتمادی پیدا ہو گئی۔

یورپین اور امریکن مصنفوں نے تاریخ کی چھان بین کر کے یہ رائے قائم کی ہے کہ یورپین لوگوں میں اسلام کے خلاف غلط باتیں پادریوں کی پھیلائی ہوئی ہیں۔ چنانچہ امریکن عیسائیوں کے مشہور رسالہ

The Muslim World

میں ایک مفصل مضمون اس نظریہ کی تائید میں شائع ہوا ہے۔ اسلام کے متعلق امریکنوں کو جو خیالات ورثہ میں ملے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اور اس میں کوئی روحانی قوت موجود نہیں۔

یہ تصور جیسے جیسے اشاعت اسلام کی صحیح تاریخ ان تک پہنچ رہی ہے دور ہو رہا ہے اسی طرح اسلام میں عورت کے مقام کے متعلق بھی یہ لوگ سخت غلط فہمی کا شکار رہے۔ حالانکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جس نے عورت کی انفرادی

شخصیت کو تسلیم کیا ہے اور اسے جائداد حاصل کرنے کے حقوق دئے ہیں مگر عیسائی پادری یہی کہتے ہیں کہ اسلام عورت میں روح کے وجود کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔

امریکنوں میں یہ غلط فہمی موجود ہے کہ قرآن شریف الہامی نہیں ہے بلکہ حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خیالات کا نام ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی بیسیوں غلط فہمیاں ہیں جو پادریوں نے اس غرض کے لئے پیدا کیں کہ کہیں یورپین قومیں ان کے چنگل سے نہ نکل جائیں مگر ہوُا یہی کہ یورپین قوموں میں عیسائیت کی غیر معقول اور ناقابلِ عمل تعلیم کے خلاف ایسی بغاوت ہوئی کہ اب یورپین لوگوں کی بہت بھاری تعداد ایسی ہے جو عیسائیت سے متنفر ہے اور اکثر لوگ محض نام کے عیسائی رہ گئے ہیں۔

یہ سوال کہ امریکنوں میں اسلام کے متعلق اب کیا تصوّر ہے اس کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ جہاں تک سوادِ اعظم کا تعلق ہے یہ دعویٰ کرنا مشکل ہے کہ اِس تصوّر میں کوئی خاص فرق پڑا ہے البتہ لکھے پڑھے طبقہ میں ہمیں نمایاں تبدیلی نظر آتی ہے اور یہ امر اس سے ظاہر ہے کہ بعض مشہور مصنفین نے ان خیالات کی تردید میں مضامین لکھے ہیں مثلاً جیمز اے مچز کا مضمون "Islam The Missunderstood Religion" کے عنوان سے مشہور رسالہ Reader's Digest کی جون ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا جو اس رحجان کی ایک واضح مثال ہے۔ اس میں مضمون نگار نے بڑے اچھے انداز میں اسلام پر لگائے گئے بعض الزامات کی تردید کی ہے۔

اسی طرح گزشتہ چند سالوں میں کئی ایک امریکن مصنفین نے اسلام کے متعلق کتابیں لکھی ہیں جن میں اسلام اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمدردانہ رویّہ اختیار کیا گیا ہے۔ ان کتب میں نہ صرف یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ کو عمدہ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے بلکہ اسلامی تعلیم کو بھی بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی علمی خدمات کو بھی سراہا گیا ہے ان میں سے بعض مصنفین اور ان کی کتب کے نام گنوانے پر ہی اکتفا کرتا ہوں حوالے پڑھنے کے لئے وقت نہیں ہے:-

1- Had you been born in another Faith.
by Marcus Bach 1961.

2. "World Faith"
by Ruth Cranston 1949.

3. "Mohammadenism"
by H.A.R. Gibb 1949.

4. "The call of Minaret."
by Kenneth Cragg

5- "Toward understanding ISLAM"
by Harry Gaylord Durman Jr. 1948

6- "Near Eastern Culture and Society"
by A. Symposium 1951

7- "Islam and the Modern Age"
by Dr. Ilse Lichteustadter 1958

8- "ISLAM"
by F.R.J. Verhoeven 1962

9- "The Christian Faith and non Christian Religions"
by A. C. Bouquet D.D. 1958

10- "Major Religions of the world"
by Marcus Bach 1959

11- Religion in The 20Th Century"
by Vergilius Ferm

بہر حال علم دوست طبقہ میں اسلام کے مطالعہ کا شوق بڑھ رہا ہے چنانچہ امریکہ کی متعدّد یونیورسٹیوں نے اسلام کے متعلق بھی نصاب مقرر کر دیا ہے۔ کسی یونیورسٹی میں عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے اور کسی میں اسلام کا فلسفہ اور اسلامی تہذیب اور اسلامی تاریخ کی درس و تدریس کا انتظام ہے۔ امریکہ کی ۲۱ ایسی یونیورسٹیوں کا علم ہوُا ہے جنہوں نے اسلام کے متعلق مختلف مضامین کا نصاب اپنے ہاں جاری کر رکھا ہے اور ان مضامین میں بی۔ اے، ایم۔ اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں دیتی ہیں۔ ممکن ہے ان کے علاوہ مزید یونیورسٹیوں میں بھی اسلام کے متعلق مضامین پڑھائے جاتے ہوں۔

اس رحجان سے امید پیدا ہوتی ہے کہ آہستہ آہستہ اسلام کے متعلق امریکن عوام کا تصوّر بھی بدلے گا اور وہ بھی اسلام کی صحیح تعلیم سے متعارف ہونے کی کوشش کریں گے۔

اب میں اس سوال کو لیتا ہوں کہ امریکہ میں احمدیت کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ کب پہنچی اور اس کے کیا نتائج نکلے اس تعلق میں میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ امریکہ میں اسلام کا وہی تصوّر تھا جو یہ قومیں یورپ سے اپنے ساتھ لائی تھیں۔ دراصل امریکہ میں صحیح اسلام کو کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ اور ۱۹۱۴ء یعنی پہلی جنگِ عظیم تک اس کی خارجہ پالیسی باقی دنیا سے انقطاع کی تھی اور اس دَور میں نہ امریکن لوگوں نے بیرونی دنیا سے میل جول کے تعلقات پیدا کئے اور نہ ہی بیرونی دنیا کے لوگ زیادہ تعداد میں امریکہ گئے۔ اس عرصہ میں اسلام کی تبلیغ صرف اور صرف جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ ہی یہاں پہنچی جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ اس کے بعد ۱۹۲۰ء سے امریکہ میں ہمارا مشن قائم ہو گیا جس نے منظم طور پر اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ امریکہ میں اسلام کی تبلیغ کا سہرا احمدیت کے سر ہی ہے۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد امریکہ کی خارجہ پالیسی میں نمایاں تبدیلی ہوئی اور یہ بھی محسوس کیا گیا کہ مسلمان حکومتوں سے بہتر تعلقات پیدا کرنے کے لئے اسلام کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس نظریہ کے ماتحت امریکہ میں اسلام سے متعارف ہونے کا رحجان ترقی پر ہے۔

(باقی)

# ممالکِ یورپ میں اسلام پر ایک بیجا اعتراض

اور

## — اس کا جواب —

"انگلستان اور فرانس اور دیگر ممالکِ یورپ میں یہ الزام بڑی سختی سے اسلام پر لگایا جاتا ہے کہ وہ جبر کے ساتھ پھیلایا گیا ہے مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام لا اکراہ فی الدین کی تعلیم دیتا ہے اور انہیں نہیں معلوم کہ کیا وہ مذہب جو فتح پا کر بھی گرجے نہ گرانے کا حکم دیتا ہے کیا وہ جبر کر سکتا ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ ان مُلانوں نے جو اسلام کے نادان دوست ہیں یہ فسا د ڈالا ہے انہوں نے خود اسلام کی حقیقت کو سمجھا نہیں اور اپنے خیالی عقائد کی بناء پر دوسروں کو اعتراض کا موقعہ دیا۔ جو کچھ عقائد ان احمقوں نے بنا رکھے ہیں اُن سے نصاریٰ کو خوب مدد پہنچی ہے۔ اگر یہ لوگ جہاد کی صورت میں دھوکا نہ دیتے یا نہ کھاتے تو کسی کو اعتراض کا موقع ہی نہیں مل سکتا تھا مگر اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اسلام کے پاک اور درخشاں چہرہ سے یہ سب گرد و غبار دور کرے اور اس کی خوبیوں اور حُسن و جمال سے دنیا کو اطلاع بخشے۔ چنانچہ اسی غرض اور مقصد کے لئے اس وقت جبکہ اسلام دشمنوں کے نرغے میں پھنسا ہوُا بے کس اور یتیم بچّہ کی طرح ہو رہا تھا۔ اس نے اپنا یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور مجھے بھیجا ہے تا میں عملی سچائیوں اور زندہ نشانات کے ساتھ اسلام کو غالب کروں۔"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۶ صفحہ ۵-۶ پرچہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

# قادیان میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

رمضان شریف کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ عام طور پر اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ اس مبارک مہینہ میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ یہ معنے بھی درست اور عمدہ ہیں کہ عرب میں روحانیت کا جو آفتاب آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے طلوع ہوا تو اس کی پہلی کرنیں جو دنیا کو منور کرنے کے لئے غار حرا میں پہونچیں تو اسی ماہ مبارک میں لیکن اپنی گوناگوں برکات کے سبب ہر سال قرآن کریم کا مجازی نزول اس مبارک مہینہ میں ہوتا ہے۔ جس کا واضح ثبوت وہ عملی مشاہدہ ہے جس سے ہر سال ہی مومن لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جونہی اس بابرکت مہینہ کا آغاز ہوا عجیب قسم کی برکات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ ایک خاص قسم کی بیداری نفوس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سوائے ان بے نصیب افراد کے جن کی روح درحقیقت مردہ ہو چکی ہوتی ہے۔ رمضان کا چاند دیکھتے ہی قلوب میں ایک نیا انبساط اور فرحت سی دوڑ جاتی ہے۔ اور جوں جوں یہ مہینہ آگے بڑھتا ہے۔ اس کی برکات میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس طرح خالص دودھ دھیمی دھیمی آنچ سے آہستہ آہستہ کھوئے کی شکل بنتا ہے۔ اور عرف عام میں جو اسے کھوئے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ تو درحقیقت یہ مومن کے دل کی کیفیت کا دوسرے الفاظ میں بیان ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی خدا کی محبت میں کھویا گیا۔ اور اپنے مقصود و مطلوب کے قریب تر پہنچ گیا۔ تاآنکہ رمضان کے آخری عشرہ میں جس لیلۃ القدر کی شہادت دی گئی۔ اسے مل جاتی ہے۔ اس دوران میں قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے ادوار سے مومن اپنی روح کی بالیدگی کے سامان کرتا اور اپنے اندرونے کو شفاءٌ لما فی الصدور کے نسخہ کے استعمال سے ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک و صاف کر لینے کی سعی کرتا ہے۔ اور نتیجۃً اپنے اپنے ظرف کے مطابق

والذین جاھدوا فینا
لنھدینھم سبلنا۔

کے مطابق وہ اپنے مقصود کو پہنچ ہی جاتا ہے یا اگر پہنچ نہیں پایا تو کم سے کم پہلے کی نسبت قرب کا مقام حاصل ہو گیا۔ — اور توقع ہو سکتی ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی تو پہنچ ہی جائے گا۔

قرآن کریم کہتا ہے کہ انسان کو مختلف قسم کی استعدادیں دیکر دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ خدا کا حقیقی عبد بن جائے۔ انسان سے خدا یہی چاہتا ہے کہ وہ اسی کا ہو جائے۔ جیسا کہ فرمایا ففروا الی اللہ۔ تم خدا ہی کی طرف رجوع کرو نیز فرمایا وتبتل الیہ تبتیلاً۔ تم اسی کی طرف کامل طور پر منقطع ہو جاؤ۔ مگر چونکہ انسان کے ساتھ بشریت کے تقاضے بھی لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ تو ممکن نہیں کہ انسان ان سب علائق سے کلی منہ موڑ لے۔ اور نہ اسلام کی تعلیم کا یہ منشاء ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو خالق فطرت انسان کے لئے فطرتاً ایسے حالات پیدا نہ کرتا۔ مگر اسلام جو انسان سے مطالبہ کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان کلی طور پر دنیا کی طرف مائل نہ ہو جائے۔ بلکہ فرمایا

لا تنس نصیبک من الدنیا
واحسن کما احسن اللہ الیک۔

واجبی حد تک دنیاوی علائق کی پاسداری کرے اور ان علائق میں پڑتے ہوئے ان کی اصل توجہ کا مرکز خدا ہی کی ذات ہو۔ تا اس کوشش میں ان کے لئے ثواب کا موقعہ حاصل ہو۔

رمضان ایسے ہی کامل تبتل اور انقطاع الی اللہ کے حصول کا عمدہ ذریعہ ہے۔ روزمرہ کے کھانے پینے سے لے کر انسان کے آرام و آسائش اور جنسی تعلقات تک میں اس تبتل کا عملی سبق دیا گیا ہے۔ چنانچہ ہر سال جب یہ بابرکت مہینہ آتا ہے مومنوں کی جماعت اسی سبق کا اعادہ کرتی ہے۔ اور ہر شخص اپنے اپنے ظرف اور ہمت کے مطابق اس سے بہرہ اندوز ہوتا ہے۔

ماہ مبارک شروع ہوتے ہی قادیان کے محلہ احمدیہ میں ایک خاص روحانی زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ طبائع میں قرآن کریم کی تلاوت اس پر غور فکر کی طرف غیر معمولی رجوع ہو گیا۔ ہر دو مرکزی مساجد میں نماز تراویح میں قرآن کریم سننے سنانے کا اہتمام ہو گیا۔ چنانچہ مکرم مولوی محمد اسحق صاحب درویش مسجد اقصیٰ میں بعد نماز عشاء اور مکرم قریشی فضل حق صاحب مسجد مبارک میں بوقت تہجد نماز تراویح پڑھا رہے ہیں۔ اگرچہ زمانہ درویشی سے اب تک بفضلہٖ تعالیٰ روزانہ ہی مسجد مبارک میں نماز تہجد باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ لیکن ماہ رمضان کی خاص برکت سے ہر دو مساجد میں ان اوقات میں خاص رونق ہوتی ہے اور یہ بیداری قرآن کریم کے ساتھ خاص محبت کی علامت ہے۔

نماز ظہر سے لے کر عصر تک کے درمیانی وقفہ میں مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کا حسب سابق درس کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ چنانچہ پہلے پانچ پاروں کا درس مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مبلغ سرینگر نے دیا۔ اور ۵ رمضان کو سورۃ نساء کے اختتام تک درس دے کر اپنا مقررہ حصہ مکمل کیا۔ ۶ رمضان سے ۱۰ رمضان تک پانچ روز راقم الحروف کو پانچ پاروں کا درس دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس طرح سورۃ توبہ تک یہ حصہ مکمل ہو گیا۔ سورۃ یونس سے سورۃ کہف تک کے حصہ کا درس مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے دیا۔ اور یہ حصہ پندرھویں روزہ کو پورا ہو گیا۔ بعدہ راقم الحروف نے مزید چار روز میں پانچ پاروں کا درس دے کر ۱۹ ویں روزہ کو سورۃ مریم سے سورۃ عنکبوت تک کا حصہ مکمل کیا۔ ۲۰ ویں رمضان المبارک کو مکرم مولوی عمر علی صاحب بنگالی مدرس مدرسہ احمدیہ نے سورۃ روم سے اپنے حصہ کا درس شروع کیا۔ آپ نے سورۃ جاثیہ تک درس دے کر ۲۵ پارے مکمل کر دیئے۔ ان کے بعد مکرم چوہدری مبارک علی صاحب کا دوسرا دور پانچ آخری پاروں کا شروع ہوا۔ اس طرح موصوف کے درس سے قرآن کریم کا ایک دور پورا ہوا۔ اختتام پر ۲۹ رمضان المبارک کو بعد نماز عصر اجتماعی دعا ہوئی۔

خدا کے فضل سے احباب جماعت رات کو تراویح کی نمازیں اور دن کے وقت اپنے طور پر قرآن کریم کی تلاوت کے علاوہ درس کے موقعہ پر کافی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ مردوں کے علاوہ مستورات بھی بعد نماز عشاء نماز تراویح میں۔ اور بعد نماز ظہر درس القرآن میں خاصی تعداد میں شریک ہوتی ہیں۔ بلکہ اب کے سال مستورات میں نسبتاً زیادہ بیداری دیکھی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ اسے قائم رکھے اور بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

آخری عشرہ رمضان کے شروع ہوتے پر سنت نبوی کی اقتدا میں جو اسلامی تبتل کا گویا عملی نمونہ ہے۔ سولہ افراد نے ہر دو مساجد میں اعتکاف کیا۔ خوشی کی بات ہے کہ ان میں دو خواتین ہیں۔ ایک تو ہمارے ایک درویش ہی کے گھر سے ہیں۔ دوسری بزرگ خاتون کوئٹہ پاکستان سے اسی غرض کے پیش نظر تشریف لائیں۔ موصوفہ ہمارے درویش بھائی مکرم فضل الٰہی خان صاحب کی بھتیجی ہیں۔ علاوہ ازیں مردوں میں مکرم حاجی عبدالکریم صاحب کراچی سے اور عزیز منیر الدین صاحب ابن حافظ مولوی بشیر الدین عبید اللہ صاحب مبلغ ماریشس ربوہ سے معتکفین میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے نیک دلی ارادوں کو پورا کرے۔ اور سب کی دعائیں قبول فرمائے اور تقویٰ میں ترقی دے اور انہیں موعود لیلۃ القدر کی برکات سے نوازے۔ اور سب سے راضی ہو جائے آمین۔ خاص طور پر سب احباب جماعت کی وہ دعائیں جو وہ اسلام کے روحانی غلبہ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے کر رہے ہیں۔ اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین

علاوہ ازیں بعد نماز فجر بھی ہر دو مرکزی مساجد میں مختلف النوع درسوں کا التزام رہا۔ چنانچہ پہلے چار روز مسجد مبارک میں راقم الحروف نے بخاری شریف کا درس دیا۔ بعدہ چوہدری مبارک علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات کا درس شروع کیا جبکہ مسجد اقصیٰ میں تفسیر سورۃ بقرہ اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس جاری رہا۔

مکرم سید محمد شریف شاہ صاحب درویش کے علاوہ مقامی خدام و اطفال بڑے ذوق و شوق سے سارے محلہ میں گھومتے ہوئے بآواز بلند حسب توفیق دینی اشعار پڑھتے اور درود شریف کا ورد کرتے رہے اس طرح احباب کو سحری کے وقت جگاتے رہے اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے آمین۔ اس پُر لطف روحانی ماحول میں قادیان میں رمضان المبارک کے لیل و نہار گذر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب احباب کے روزے قبول فرمائے۔ انکی دعاؤں کو اپنے فضل سے پایہ قبولیت جگہ دے اور سب پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کرتا رہے۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

(بشکریہ بدر قادیان)

"نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازے پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ ۳۵۲)

# بہشتی مقبرہ میں تدفین سے پہلے وصیّت کا سرٹیفکیٹ

## دکھانا ضروری ہے

جب کسی موصی یا موصیہ کی وفات ہو جاتی ہے اور اس کے ورثاء میت بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کے لئے ربوہ لاتے ہیں تو بالعموم ان کے پاس وہ سرٹیفکیٹ نہیں ہوتا جو موصی مرحوم یا موصیہ مرحومہ کو اس کی وصیت کی منظوری کا صاحب صدر اور سیکرٹری مجلس کارپرداز کے دستخطوں سے دیا جاتا ہے۔ حالانکہ میت کے ورثاء کے لئے ضروری ہے کہ یہ سرٹیفکیٹ ہمراہ لاکر دفتر ہذا کو واپس دے دیں کیونکہ اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تاکیدی ارشاد ہے۔ چنانچہ حضور ضمیمہ رسالہ الوصیت کی شق نمبر ۳ میں فرماتے ہیں:۔

"انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کرکے وصیت کنندہ کو ایک سرٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دے دے اور جب قواعد مذکورہ بالا (مندرجہ ضمیمہ۔ ناقل) کی رو سے کوئی میت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سرٹیفکیٹ انجمن کو دکھایا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقعہ نمائی سے وہ میت اس موقعہ میں دفن کی جائے جو انجمن نے اس کے لئے تجویز کیا ہے۔"

اور حضور کے اس ارشاد کی روشنی میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا قاعدہ نمبر ۵۰۱ حسب ذیل ہے:۔



"سرٹیفکیٹ دکھائے جانے کے بغیر کسی موصی کی میت قبرستان میں دفن نہیں کی جائے گی۔"

پس حضور کے مندرجہ بالا ارشاد اور صدر انجمن احمدیہ کے قاعدہ کی تعمیل اور تتبع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی موصی یا موصیہ کی میت کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کے لئے لاتے وقت اس کی وصیت کا سرٹیفکیٹ ہمراہ لاکر دفتر ہذا میں واپس دے دیا کریں ورنہ قاعدہ ۵۰۱ کی رو سے کارکنان دفتر بہشتی مقبرہ مرحوم یا مرحومہ کی نعش کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے سے معذور ہوں گے۔

اگر کسی موصی یا موصیہ کا سرٹیفکیٹ گم ہو چکا ہو تو وہ دفتر کو اطلاع دے کر اس کی نقل منگوالیں۔ مقامی جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ اس اعلان کو تکرار کے ساتھ موصی اصحاب کے گوش گزار کر دیں اور اس کی تعمیل کروائیں۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ ربوہ)

---

# درخواستِ دُعا

(محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب مرحوم و مغفور)

خاکسارہ کی عزیزہ بیٹی مسز زینب حسن جس کو بچپن سے سیر و تفریح کا بے حد شوق ہے ۷ر جون ۱۹۶۴ء کو اپنے شوہر کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئیں۔ لنڈن میں ان کا چھ ماہ تک قیام رہا۔ لنڈن میں احمدیہ مسجد میں نماز اور لجنہ کے اجلاسوں میں باقاعدگی سے شرکت رہی۔ میرے داماد عزیزم محمود الحسن صاحب C.S.P جو مشرقی پاکستان میں Board of Revenue کے ممبر ہیں خدا کے فضل سے شرعی احکام کے سخت پابند ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت مسرت ہوتی ہے اور میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں۔

۷ر جنوری ۱۹۶۵ء کو دونوں میاں بیوی بخیریت یورپ کی سیر کرتے ہوئے کعبۃ اللہ کی زیارت یعنی عمرہ کرتے ہوئے واپس سکندر آباد پہنچے۔ انشاء اللہ چند ماہ قیام کرکے وہ ڈھاکہ چلے جائیں گے۔

میں اپنے پوتے عزیزم حافظ صالح محمد الہ دین کے نومولود بچے سلطان محمد کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ اسے کامل صحت کے ساتھ درازیٔ عمر عطا کرے اور سلسلہ کا خادم بنائے۔ آمین۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھ سے بھی راضی ہو اور احمدیت اور اسلام کی خدمت کرتے ہوئے میرا خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین۔

خاکسارہ بیگم حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب مرحوم)

---

# چندہ جلسہ سالانہ

اس سال چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی میں غیر معمولی کمی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض جماعتوں نے جن میں چند بڑی بڑی جماعتیں بھی شامل ہیں۔ اس اہم اور لازمی چندہ کی وصولی کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔ حالانکہ بہت سی جماعتیں سو فیصدی یا اس کے قریب تک یہ چندہ ادا کر چکی ہیں۔ ایسی جماعتوں کے نام نیچے درج ہیں۔ اور بزرگانِ سلسلہ اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان جماعتوں کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمتوں سے نوازے (ان کے لئے الگ طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کی جا چکی ہے) اور جو جماعتیں ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی میں پیچھے ہیں۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا ہر جماعت ۳۰ر اپریل سے پہلے پہلے چندہ جلسہ سالانہ کا بجٹ سو فیصدی ادا کر دے۔

کسی جماعت کو محض اس لئے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ اب جلسہ تو ہو چکا کیونکہ ابھی جلسہ کے اخراجات پورے نہیں ہوئے اور بہت کمی ہے۔ اس جلسہ کی اعانت بڑے ثواب کا کام ہے۔ پس کسی دوست کو اس کارِ خیر سے محروم نہیں رہنا چاہیئے۔ والسلام

ناظر بیت المال۔ صدر انجمن احمدیہ

## فہرست نمبر ۲۔ نوّے فیصدی سے اوپر وصولی

ضلع جھنگ:۔ محلہ دار العلوم غربی (ربوہ)

ضلع سرگودہا:۔ شاہ پور صدر۔ چک ۳۵ ج ب۔ چک نمبر ۴۶ شمالی۔ چک ۹۷ شمالی۔ چک نمبر ۹۸ شمالی۔

ضلع لائل پور:۔ چک ۵۸ ٹکڑہ ۳۔ چک ۳۳۲ ج ب دھنی پور۔ چک نمبر ۱۰۸ ر ب چوہڑ والہ۔ چک ۵۶۳ گ ب

ضلع لاہور:۔ داحہ جنگ

ضلع شیخوپورہ:۔ ککڑ گل۔ کوٹ دیالداس۔ ضلع گوجرانوالہ۔ گرمولہ ورکاں۔

ضلع سیالکوٹ:۔ سمبڑیال۔ گوکل گلوٹیاں۔ ہیدی پور رکھنو والی۔ چھور کاہلوں۔ نوادے۔ تلونڈی بھنڈراں

ضلع گجرات:۔ دھوریہ

ضلع مظفر گڑھ:۔ چک نمبر ۱۳۰ ٹی ڈی اے

ضلع ملتان:۔ نمبر ۳۹۰ ڈبلیو بی۔ کوٹھیوالہ چاہ بیبوں سنگھ۔

ضلع منٹگمری:۔ اوکاڑہ۔ میرک۔ ہڑپہ۔ چک ۱۲ ۱۱ ایل۔

ضلع بہاول نگر:۔ چک ۱۶۹ مراد۔

ضلع نوابشاہ:۔ قمر آباد۔ گوٹھ داد خاں چانڈیہ۔

ضلع تھرپارکر:۔ چک نمبر ۲۷ الف

ضلع حیدرآباد:۔ بشیر آباد اسٹیٹ۔ ٹنڈو غلام علی۔

## اسی فیصدی سے زائد وصولی

ضلع جھنگ:۔ ڈاور۔ عنایت پور۔ چک نمبر ۲۹۷۔

ضلع سرگودھا:۔ چک ۱۵۲ شمالی۔ چک ۴۳ ایم بی۔ کھائی کلاں۔ احمد آباد جنوبی۔

ضلع لائل پور:۔ چک ۲۷ ج ب۔ چک ۲۹۷ ج ب۔ چک ۳۶۹ ج ب جودھانگری۔ چک ۵۶۵ گ ب۔ سمندری۔ تاندلیانوالہ۔

ضلع شیخوپورہ:۔ چک ۱۸ بھوڑو۔ کپیکی خاص۔

ضلع سیالکوٹ:۔ بھاگووال۔ بے رمالوکے بگست۔ شہزادہ۔

ضلع گجرات:۔ ڈنگہ۔ پوڑانوالہ اسماعیلہ۔

ضلع جہلم:۔ دوالمیال۔ آزاد کشمیر:۔ بھابڑہ۔ دریاہ جٹاں۔

ضلع پشاور:۔ خلیل مرکزی اچینی پایان۔

ضلع مظفر گڑھ:۔ چک نمبر ۲۲۶ ٹی ڈی اے۔ چک نمبر ۳۷۵ ٹی ڈی اے

ضلع منٹگمری:۔ ایل پلاٹ۔ چک نمبر ۵۰ ۱۲ ایل۔

ضلع بہاول نگر:۔ چک ۱۲۰ ۷ آر۔ چک ۳۲۷ ۱۱ آر۔ مروٹ۔

ضلع بہاولپور:۔ چک نمبر ۸۴ الف فتح۔

ضلع نوابشاہ:۔ گوٹھ باواہ۔ فقط

(ناظر بیت المال۔ ربوہ)

# تحریکِ دُعا

## محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

مندرجہ ذیل احباب نے مورخہ ۱۲/۱۲/۶۴ تا ۱۶/۱/۶۵ء فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضان کے علاج کے سلسلہ میں عطایاجات بھجوائے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

دس روپے یا اس سے زائد رقم بھجوانے والے احباب کے نام بغرض دعا ذیل میں درج کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان سب کو دینی و دنیوی حسنات سے نوازے (آمین)

(مرزا منور احمد)

فہرست صدقہ دہندگان برائے علاج نادار مریضان فضل عمر ہسپتال ربوہ ۱۲/۱۲/۶۴ تا ۱۶/۱/۶۵ء

- مکرم محمد شفیع صاحب حیدرآباد سندھ ۱۰-۰۰
- بیگم صاحبہ چوہدری عبداللہ خان صاحب لاہور ۱۰۰-۰۰
- غلام رسول صاحب سیکرٹری مال از جماعت ملتان شہر ۱۳-۰۰
- عبدالرحمٰن صاحب الیس پارک سٹریٹ لاہور از حکیم محمد الدین صاحب ۳۰-۰۰
- نصرت جبیں صاحبہ گجرات ۱۰-۰۰
- فضل احمد صاحب قریشی کمن آباد لاہور ۱-۰۰
- پولیس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور ۲۵-۰۰
- جماعت احمدیہ حبیب آباد بذریعہ مرزا ظہیر الدین صاحب ۲۶-۰۰
- ڈاکٹر رحمت رحیم صاحب ۱۵-۰۰
- بیگم ارشد حسین صاحب لائل پور ۲۰-۰۰
- مبارک علی خان صاحب سیکرٹری مال ۲-۷/۱۱ ضلع منٹگمری ۲۵-۰۰
- جماعت احمدیہ مردان بذریعہ میاں محمد حسین صاحب ۱۲-۰۰
- چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ لطیف آباد حیدرآباد سندھ ۵۰-۰۰
- خواجہ انتظار احمد صاحب نیلا گنبد لاہور ۱۰۰-۰۰
- میاں احمد منصور صاحب قائد آباد ۱۰۰-۰۰
- مجیدہ بیگم صاحبہ بیگم چوہدری شاہنواز صاحب کراچی ۱۱۰-۰۰
- امۃ الحفیظ صاحبہ دارالرحمت شرقی ربوہ ۲۵-۰۰
- سید عبید اللہ صاحب جماعت چک جھمرہ ۱۰-۰۰
- بشیر احمد صاحب جماعت احمدیہ ڈسکہ ۱۲-۰۰
- ماسٹر محمد ابراہیم صاحب صدر حلقہ دہلی گیٹ لاہور ۱۳-۰۰
- مبارک سنز ملتان ۲۰-۰۰
- صالحہ نصرت صاحبہ بیگم چوہدری محمد افضل صاحب چیمہ لاہور ۱۰-۰۰
- محمد شریف صاحب اورا ضلع سیالکوٹ ۲۰-۰۰
- ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب خضدار قلات ڈویژن ۵۰-۰۰
- جماعت اوکاڑہ بذریعہ ماسٹر حاکم علی صاحب ۱۷-۰۰
- ماسٹر سید علی صاحب چک جھور ۱۱۷ ضلع شیخوپورہ ۱۰-۰۰
- لیڈی ڈاکٹر امۃ اللطیف صاحبہ رام گلی نمبر ۷ لاہور ۲۵-۰۰
- سید مبارک احمد صاحب ہاشمی ایس ڈی او گلگت ۱۰۱-۰۰
- ملک بشیر احمد خان صاحب ۲۵/۵ گلبرگ لاہور ۱۰-۰۰
- ملک حامد بشیر صاحب ” ۱۱-۰۰
- مشعل خان صاحب سیکرٹری مال مرالہ ضلع گجرات ۲۲-۰۰
- سردار بیگم صاحبہ دھرم پورہ لاہور ۱۵-۰۰
- مبارکہ بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری منور احمد صاحب سرگودہا ۱۰-۰۰
- کیپٹن ڈاکٹر اقبال احمد صاحب معرفت نذیر احمد صاحب لاہور ۱۰-۰۰
- صالحہ فاطمہ صاحبہ والدہ سمیع اللہ صاحب شفا میڈیکل ہال لاہور ۱۰-۰۰
- لجنہ اماء اللہ چیلیانوالہ گانگ بذریعہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ ۶-۰۰
- امۃ العزیز بیگم صاحبہ بذریعہ ” ۶۰-۰۰
- چوہدری علی اشرف صاحب چک مراد ۱۶۱ ضلع بہاولنگر ۱۰-۰۰
- حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سرگودہا ۵۰-۰۰
- چوہدری عبدالعزیز صاحب محمود آباد سٹیٹ سندھ ۱۹-۰۰
- ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد ضلع نواب شاہ ۱۰-۰۰
- بیگم صاحبہ چوہدری محمد تقی صاحب مرحوم ماڈل ٹاؤن لاہور از چوہدری محمد لطفی صاحب ۵۰-۰۰
- صادقہ صاحبہ مصری شاہ لاہور ۱۰-۰۰
- ضیاء بیگم سلیم احمد صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور ۳۵-۰۰
- خان محمد دارالنصر شرقی ربوہ ۱۱-۰۰
- جماعت احمدیہ گوجرہ بذریعہ محمود احمد صاحب سیکرٹری مال ۲۹-۶۳
- ڈاکٹر اظہار الحسن صاحب سول ہسپتال سرگودہا ۵۰-۰۰
- بیگم نورالدین جہانگیر صاحب سرگودہا ۱۰۰-۰۰
- محمد احمد خان صاحب دیپالپور ۱۰-۰۰
- رشید احمد صاحب لاہور ۱۰-۰۰
- نور جہاں صاحبہ اہلیہ ایم عبدالرؤف صاحب آف نجی جزائر ۱۰۰-۰۰
- محمد عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر رسول پور ٹرینری ۱۰۰-۰۰
- فہمیدہ بیگم صاحبہ معرفت چوہدری ظفر علی صاحب چند مصر گھکھڑ منڈی ۱۵-۰۰
- ڈاکٹر محمد زبیر صاحب چار چنار ۱۰-۰۰
- ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب نانجیریا ۱۰۰-۰۰
- اہلیہ ڈاکٹر منظر امین قریشی ملتان
- آئی اے شوکت پی آئی اے کراچی ایئرپورٹ ۱۰-۰۰
- منظور احمد صاحب بولان ریڈیو راولپنڈی ۲۵-۰۰
- سلطان محمد صاحب ” ۱۰-۰۰
- بیگم صاحبہ فضل حق صاحب سیکشن جہلم ۲۵-۰۰
- عبدالمجید قبال صاحب قلات ۲۰-۰۰
- نصیر الحق صاحب شمس آباد لاہور ۲۰-۰۰
- نبی احمد صاحب چوہدری ماڈرن موٹرز لمیٹڈ کراچی ۵۰-۰۰
- اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب امام منزل پورہ سیالکوٹ ۲۰-۰۰
- مقبول احمد صاحب ڈیپو ساؤتھ افریقہ ۲۰-۰۰
- حضرت بیگم صاحبہ نواب محمد علی خان صاحب مرحوم لاہور ۱۰-۰۰
- اہلیہ صاحبہ چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی احمدیہ سکول گھانا ۵۰-۰۰
- بیگم صاحبہ شیخ محمد حسن صاحب دارالحمد لائل پور ۲۰-۰۰
- بیگم صاحبہ نواب مسعود احمد خان صاحب ربوہ ۲۵-۰۰
- احباب جماعت حلقہ سول لائن لاہور بذریعہ چوہدری نور احمد خان صاحب ۶۳-۵۰
- میاں محمد شریف صاحب محکمہ پولیس گوجرانوالہ ۵۰-۰۰
- احباب جماعت حیدرآباد بذریعہ ملک محمود احمد صاحب ۱۲-۰۰
- حمید الحامد صاحب ۴ H ۵ راولپنڈی ۱۰-۰۰
- شیخ نذیر احمد صاحب اوکاڑہ ۲۰-۰۰
- چوہدری حفیظ احمد صاحب باجوہ چک ۱۲/۱۲-۹۲ منٹگمری ۲۵-۰۰
- لیفٹیننٹ کرنل منظور الحق صاحب کراچی ۲۵-۰۰
- شیخ احسان علی صاحب برما شیل پٹرول ڈپوز لاہور ۴۰-۰۰
- بشارت احمد صاحب سیٹھی بازار کلاں جہلم ۱۰-۰۰
- پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور ۲۰-۰۰
- چوہدری نصر اللہ خان صاحب چیمہ چک نمبر ۱۸۱ بہاولنگر ۲۲-۵۵
- شیخ عبدالرحمٰن صاحب عابد ہیڈن روڈ لاہور ۱۰-۰۰
- صالحہ خاتون صاحبہ بنت بھائی محمود احمد صاحب سرگودہا ۱۰-۰۰
- سیدہ حمیدہ حنیف صاحبہ پبلک سکول بہاولنگر ۲۲-۲۸

# معاونین خاص مسجد احمدیہ زیورک سوئٹزرلینڈ

ذیل میں ان مخلصین کے اسمائے گرامی تحریر کئے جاتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مسجد احمدیہ زیورک (سوئٹزرلینڈ) کی تعمیر کے لئے اپنی یا اپنے مرحومین کی طرف سے تین صد روپیہ تحریک جدید کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ دیگر مخلصین بھی اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے کر دائمی ثواب حاصل کرنے کی سعادت حاصل کریں اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

- ۳۳۵ مکرم چوہدری خان محمد صاحب گونڈل جنرل سٹور گول بازار ربوہ ۳۰۰-۰۰ روپے
- ۳۳۶ ” عبداللطیف صاحب ستکوہی کرشن نگر لاہور ۳۰۰-۰۰ ”
- ۳۳۷ ” چوہدری عبدالجلیل صاحب عشرت کرشن نگر لاہور منجانب مرحوم والدین ۳۰۰-۰۰ ”
- ۳۳۸ ” مرزا نذیر حسین صاحب چغتائی تاجر مرہم عیسیٰ گوالمنڈی لاہور ۳۰۰-۰۰ ”
- ۳۳۹ ” پروفیسر محمد طفیل صاحب گورنمنٹ کالج بہاولنگر ۳۰۰-۰۰ ”

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق

روزنامہ الفضل ربوہ

مینیجر

سے خط و کتابت کیا کریں

# اگر راحت چاہتے ہو تو خدا سے ملو، اس سے محبت کرو اور اس پر توکل رکھو

## آج سے ۴۳ سال قبل ایک نامور مبلغ اسلام کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پُر معارف نصائح

۱۹۲۲ء کے اوائل میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم نضل الرحمٰن صاحب حکیم مرحوم کو تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں نائیجیریا کے لئے نامزد فرمایا تو ان کی روانگی سے قبل مورخہ ۲۳ر جنوری ۱۹۲۲ء کو بعد از نماز صبح مسجد مبارک میں اسی وقت بعض نہایت قیمتی ہدایات رقم فرما کر انہیں عنایت فرمائیں۔ ان ہدایات کا ایک حصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے :۔

"عزیز من! اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ ہو۔ ناصر ہو۔ مددگار ہو۔ ہادی ہو۔ رہنما ہو اس کے فضل کا سایہ آپ پر رہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے ترقی کرو۔ یاد رکھو خدا ایک ہے، اپنی ذات کے لحاظ سے، اپنی صفات کے لحاظ سے، اپنے کاموں کے لحاظ سے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سب کچھ جو کچھ اس کے سوا ہے اس کی مخلوق ہے خواہ بڑا ہو خواہ چھوٹا، وہ سب خوبیوں کا منبع ہے سب فضلوں کا سرچشمہ ہے اس کے سوا کوئی راحت نہیں اور چین نہیں۔ اس کے ملے بغیر دنیا کا سب آرام اور سب راحت محض دھوکہ ہے اور جہنم سے کم نہیں۔ اس کو پائے بغیر کوئی کامیابی نہیں۔ جو اس سے جدا رہا وہ ساری دنیا میں رہ کر بھی اکیلا رہا۔ اور جو اس سے ملا وہ سب سے جدا ہو کر بھی پھر اکیلا نہیں۔ بلکہ اپنے دوستوں میں رہتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اس کا محافظ ہوتا ہے اور اس کی نگہبانی کرتا ہے اور اس کا ساتھ دیتا ہے اور اسے تسلی دیتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے اور جب اس کا دل جدائی کا صدمہ محسوس کرتا ہے وہ اس کے پاس آتا اور اس کی جدائی کے صدمہ کو دور کرتا ہے اور اس کے دل میں آ کر رہتا ہے اور جنگل میں اس کے لئے منگل بنا دیتا ہے پس اگر راحت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس سے ملو اس سے محبت کرو اس پر توکل رکھو۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے ہیں جو تعلیم آپ لائے وہ اب ہمیشہ قائم رکھی جائے گی اور مٹائی نہیں جائے گی۔ کیونکہ وہ مکمل ہے اور مکمل شے کوئی نہیں مٹاتا۔ قیامت تک کوئی شخص قرآن کریم کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر سے اتار کر پھینک نہیں سکتا۔ خواہ اعلیٰ درجہ کا انسان ہو خواہ ادنےٰ۔ محمد رسول اللہ کی محبت سے انسان خدا تعالیٰ کا قرب پاتا ہے آپ سے تعلق اللہ تعالیٰ سے تعلق کے مضبوط کرنے کے ذرائع میں سے ایک اعلیٰ ذریعہ ہے کیونکہ جو آپ سے محبت رکھتا ہے وہ اس کلام سے بھی محبت رکھتا ہے جو آپ کے ذریعہ سے دنیا کو پہنچا سو آپ کی محبت پیدا کرو اور آپ کی اطاعت کی کوشش کرو۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اور شاگرد ہیں اور آپ کی نیابت میں اور اطاعت میں آپ نے رسالت کا مرتبہ پایا ہے آپ مستقل رسول نہیں ہیں اور آپ کی رسالت محمد رسول اللہ کی رسالت سے جدا نہیں ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ رسول نہیں۔ آپ فی الواقعہ رسول اور اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور جو ان کی نبوت اور رسالت کا انکار کرتا ہے ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہے آپ کی محبت کے سوا اب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا صرف یہی کھڑکی اب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی کھلی ہے کیونکہ جو نائب کا انکار کرتا ہے وہ اصل کا انکار کرتا ہے اور جو اصل کا انکار کرتا ہے وہ اس کا انکار کرتا ہے جس نے اسے بھیجا۔ خلافت کا سلسلہ ایک رحمت ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کی ناشکری کرنی کہ ہی ڈالی ہے انسان خواہ کس قدر بھی ترقی کر جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ پس خلافت سے مسلمان کسی وقت بھی مستغنی نہیں ہو سکتے نہ اب نہ آئندہ کسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکات اس سے متعلق اور وابستہ ہیں اور اس سے جو خلافت سے دور ہو جاتا ہے، دور ہو جاتا ہے اللہ اس سے جو اس سے تعلق کرتا ہے اپنا تعلق مضبوط کرتا ہے۔" (باقی)

(الفضل ۳۰ر جنوری ۱۹۲۲ء)

## امراء و صدر صاحبان کی توجہ کیلئے

وقتاً فوقتاً نظارت ہذا میں ایسے استفسارات موصول ہوتے رہتے ہیں کہ آیا جماعتیں اپنی مجالس عاملہ کی میٹنگز میں ممبران مجلس عاملہ کی طرح مربیوں کو بھی مدعو کریں یا نہ کریں اور بعض جماعتوں کا یہ احساس ہے کہ مربی صاحبان ان میٹنگز میں بطور ممبر شامل ہی نہیں ہو سکتے لہٰذا اس طرح کی جملہ غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے بذریعہ اعلان واضح کیا جاتا ہے کہ مطبوعہ قواعد صدر انجمن احمدیہ منظور شدہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رُو سے مربی صاحبان مجالس عاملہ کی میٹنگز میں شامل ہو کر رائے دے سکتے ہیں اور انہیں بھی دیگر ممبران مجلس عاملہ کی طرح میٹنگ کی اطلاع قبل از وقت دینی ضروری ہے۔ البتہ کسی معاملہ میں ووٹنگ کے وقت وہ ووٹ نہیں دے سکتے۔ قاعدہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں (قاعدہ ۶۸۱۔ الف)

"مبلغ کو حق ہوگا کہ مقامی انجمن یا مجلس کے اجلاسوں میں حاضر ہو کر مشورہ میں شریک ہو مگر ووٹ نہیں دے سکتا۔"

(ناظر اصلاح وارشاد)

## بجٹ مجالس انصار اللہ

مجلس کا نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ جن مجالس نے ابھی تک اپنے بجٹ برائے سال ۶۵ء تیار کر کے نہ بھجوائے ہوں وہ توجہ فرمائیں اور بجٹ مکمل کر کے جلد بھجوا دیں۔ جزاکم اللہ۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

## ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۷/۱/۶۵ کو میرے بڑے بھائی مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب مہتمم مقامی خدام الاحمدیہ ربوہ کو تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے اور میرے دوسرے بڑے بھائی چوہدری عبدالمجید صاحب بسالپور کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے احباب سے درخواست ہے کہ نومولود کے لئے دعا فرمائیں کہ نیک خادم دین اور لمبی عمر والے ہوں نومولود محترم ماسٹر چراغ محمد صاحب آف کھارا کے پوتے ہیں جن کے نام محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے علی الترتیب ۳ عبدالحنان اور نعیم الرشید تجویز فرمائے ہیں

عبدالرشید بی ایس سی ریڈیو انجینئر ریڈیو پاکستان۔ لانڈھی۔ کراچی۔

## محترمہ مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حاجی محمد اسمٰعیل صاحب وفات پا گئیں

### اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

ربوہ ـــ محترم حاجی محمد اسمٰعیل صاحب (ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر) آف دارالبرکات قادیان حال لاہور کی اہلیہ محترمہ مریم بیگم صاحبہ مورخہ ۱۱ر فروری ۱۹۶۵ء کو بعمر ۷۰ سال لاہور میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت قدیمی اور مخلص صحابی حضرت میاں محمد یوسف صاحب آف مردان کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کو خود بھی صحابیات میں شمولیت کا شرف حاصل تھا اور ۱۹۰۱ء میں خود بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئی تھیں۔ مرحومہ کا جنازہ مورخہ ۱۲ر فروری کو لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ اگلے روز نماز جمعہ کے بعد محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرہ لے جا کر مرحومہ کی نعش کو وہاں قطعہ صحابہ خاص میں سپرد خاک کیا گیا۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴